85362-ناکامی سے بچاؤ اور کامیابی کے اسباب

سوال

ناکامی سے بچاؤ کرے کچھ لوگوں کے پاس کیا اسباب ہوتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

سائل محترم کامیابی کی کوشش وجدوجھد اور ناکامی سے نفرت کے لیے صرف ناکامی کا نام ہی کافی ہے ، غض نظر کہ انسان اپنی کامیابی کے لیے کوئی مادی کمائی کرے ؛ تو ناکامی ایک نقص اور مذمت کا نام ہے ، اور کامیابی کمال ومدح کو کہتے ہیں .

عربی کا شاعر کہتا ہے :

میں تو نقص کے علاوہ لوگوں میں کوئی اور عیب دیکھتا ہی نہیں جسے وہ پورا کرنے پر قادر ہیں .

بلاشبہ ناکامی وکامیابی ، یہ دونوں اشیاء فی نفس الوقت دونوں ملی ہوتی ہیں ، اور ابتدائی طور پر تو اس میں تناقض نظر آتا ہے ، لیکن حقیقت میں فکر وسوچ اور مشاہدات و تجربات وواقعہ میں ملے ہوئے ہیں ، اگرچہ ہر ایک کی تعریف وپہچان علیحدہ ہے .جس سے ہم ان اسباب کو سمجھ لیتے ہیں جو اس پر چلنے یا منع کرنے پر ابھارتے ہیں .

تو نجات وکامیابی اس جہان میں وہ طریقہ ہے جو اللہ تعالی نے چاہا کہ وہ ہر مومن کی اس جہان میں غایت ہو ، اور اس غرض وغایت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالی نے اس جہان کی ہر چیز مسخر فرمائی ہے ، تو اللہ سبحانہ وتعالی نے ایمان لانے کا حکم دیا ، اور انسان سے اس عبودیت کے التزام مطالبہ کیا جو اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی .

جب اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی چیز کو مخلوق پیدا کرنے کی غرض وغایت بیان کی تو فرمایا :

.{اور میں نے جن وانس کو تو صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے }.الذاریات (56).

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی راہ میں مرنے والے کو کامیاب قرار دیا اور ناکامی سے بچا ہوا شمار کرتے ہوئے فرمایا :

.{تو جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا }.آل عمران (185).

تو پھر نجات وکامیابی زندگی کا قصہ ہے ، اور اللہ تعالی کے اس جہان کو پیدا کرنے کی غرض وغایت ہے ، اور سب رسول اسی مقصد کے بھیجے گئے ، اور کتابیں بھی لوگوں کو اس حقیقی کامیابی کی طرف دعوت دینے کے لیے نازل کی گئیں ، اللہ سبحانہ وتعالی نے دنیا وآخرت میں کامیابی کے حصول کے لیے کچھ اسباب بنائے جن کو استعمال کر کے انسان اس کی طرف جا سکتا ہے ، وہ درج ذیل ہیں :

جب اللہ سبحانہ وتعالی نے ایمان اور عبودیت کے امتحان میں کامیاب ہونے ، اور ایمان وعبودیت کے راستے کا التزام کرنے اور اسی پر مرنے والے شخص کے ابدی اور دائمی نعمت لکھی .

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{تو جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہے گا : آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو، مجھے یقین تھا کہ میرا حساب و کتاب مجھے ملنا ہے، تو وہ شخص خوشی والی زندگی میں ہو گا، بلند و بالا جنت میں، جس کے میوے اور پھل قریب اور جھکے ہوئے ہونگے، (ان سے کہا جائیگا) کہ مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم گزشتہ زمانے میں کیا کرتے تھے} الحاقۃ(19–24).

اور جن لوگوں نے اس کامیابی کی راہ کا انکار کر دیا اور ناکامی و نامرادی کے راہ کا اصرار کیا تو قرآن مجید نے ان کا نقشہ کھینچا، اور جس دن ان کا نتیجہ انہیں دیا جائیگا، اور کامیاب شخص اور ناکام کی پہچان ہوگی اسکا نقشہ یوں کھینچا :

{اور جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہے گا : ہائے افسوس کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا، اور مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ حساب و کتاب کیا ہے، کاش! کہ موت میرا کام تمام کر دیتی، میرے مال نے مجھے کچھ نفع نہ دیا، اور میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا} الحاقۃ(25–29).

اور اس دنیا میں کامیابی کی راہ پر چلنے والے کے لیے جب اللہ تعالی نے اچھی اور پاکیزہ زندگی لکھی تو فرمایا :

{جو بھی نیک و صالحہ اعمال کرے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت لیکن ہو وہ ایمان والا تو ہم اسے یقینا نہایت بہتر اور اچھی زندگی عطا فرمائینگے، اور ان کے انیک و صالحہ اعمال کا بہترین بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دینگے} النحل(97).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ تعالی کی جانب سے نیک و صالح اعمال کرنے والے کے لیے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کی دنیاوی زندگی اچھی کر دے گا، اور اچھی زندگی کسی بھی طریقہ سے ہو سکتی ہے، ابن عباس اور ایک جماعت سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی تفسیر پاکیزہ اور حلال رزق سے کی ہے.

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے اس کی تفسیر قناعت کی ہے، اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہی سعادت ہے، اور صحیح یہ ہے کہ اچھی زندگی ان سب اشیاء کو شامل ہے "

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر(601/4).

یہی وہ منہج ہے جس کے مطابق مسلمان شخص زندگی بسر کرتا ہے، اور اس کی زندگی سے سمجھا جاتا ہے، اور جو اس سمجھ اور مفہوم پر چلے تو وہ یہ ضرور اسے اس کے دینی اور دیناوی امور میں کامیابی و کامرانی اور مقام و مرتبہ کی طرف لے جائیگا.

کیونکہ مومن شخص کو یہ علم ہے کہ اس سے اس دنیا میں عدل و انصاف اور حق قائم کرنے کا مطالبہ ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{یقینا ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمایا تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں} الحدید(25).

اور عدل و انصاف قائم کرنے میں ایک فرد کی کامیابی پوری امت کی کامیابی کا ایک حصہ ہے، اور اس لیے بھی مومن شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا اللہ تعالی کو یہ پسند ہے کہ جب تم میں کوئی شخص کوئی کام کرے تو اچھی طرح پختگی سے کرے"

اسے ابو یعلی نے (349/7) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کے شواہد کے ساتھ اسے السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (1113) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر عمل کو پوری پختگی کے ساتھ سرانجام دینا نجات و کامیابی کا ایک رکن ہے.

یہ وہ اسباب ہیں جو سب کے سب مومن شخص کو نجات کے انتہائی درجہ تک پہنچنے مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں، اور وہ ہر وقت اپنی صلاحیات کو بڑھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور نافع ہنر تلاش کرتا ہے اور ثقافتی و اخلاقی اور معاشرتی اور اقتصادی مستوی میں بلندی و ترقی کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والا کامیاب مومن سستی و کاہلی کے ساتھ بیٹھے رہنے والے مومن سے بہتر اور افضل ہے، جو اپنی سستی و کاہلی سے دین و دنیا کے خسارہ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"طاقتور اور قوی مومن اللہ کے ہاں کمزور اور ضعیف مومن سے بہتر ہے، اور ہر ایک میں خیر ہے، آپ اس چیز کی حرص رکھیں جو آپ کو فائدہ دے، اور اللہ تعالی سے مدد مانگو اور عاجز نہ ہو جاؤ، اور اگر آپ کو کچھ (تکلیف) پہنچ جائے تو یہ نہ کہے کہ اگر میں یہ کرلیتا تو یہ ہو جاتا، اور اگر یہ کرلیتا تو یہ ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالی کی قدرت، اور اللہ نے جو چاہا کردیا، کیونکہ اگر (لو) شیطان کا کام کھول دیتا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2664).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تو یہ حدیث اصول ایمان کے عظیم اصول پر مشتمل ہے...، اور اس میں یہ شامل ہے :

انسان کی سعادت اس میں ہے کہ وہ ایسی چیز کی حرص رکھے جو اس کی معاشی اور آخرت کے لیے فائدہ مند ہو، اور حرص جدوجہد کرنے، اور طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں...، اور جب انسان کی جدوجہد اور اسکا فعل اللہ تعالی کی مشیئت اور اس کی توفیق سے ہے، تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اسی سے مدد طلب کی جائے، تاکہ ایاک نعبد وایاک نستعین جیسا مقام جمع ہوسکے، کیونکہ اپنے نفع کی چیز کی حرص اللہ کی عبادت ہے، اور یہ اللہ تعالی کی معاونت کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی؛ تو اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا کہ اسی کی عبادت کی جائے، اور اسی سے ہی مدد مانگی جائے.

پھر وہ کہتے ہیں : (اور عاجز نہ آ جاؤ) کیونکہ عجز تو نفع مند چیز کی حرص کے منافی ہے، اور اللہ تعالی کی استعانت کے بھی منافی، تو اپنے آپ کو نفع دینے والی چیز کی حرص رکھنے والا، اور اللہ تعالی سے استعانت طلب کرنے والا عاجز آنے والے شخص کے برعکس ہے؛ تو مقدور میں واقع ہونے سے قبل اس کے حصول کے سب سے بڑے سبب کی طرف راہنمائی ہے اور وہ اس ذات سے استعانت حاصل کرنے جس کے ہاتھ میں سب امور ہیں کے ساتھ ساتھ اس کی حرص ہے، ان امور کا مصدر بھی وہ ذات ہے، اور اسکا لوٹنا بھی اسی کی طرف.

تو اگر وہ چیز رہ جائے جو اس کے مقدر میں ہی نہ تھی تو اس کی دو حالتیں ہیں :

عجز کی حالت : اور یہ شیطانی عمل کھولنے کی کنجی اور چابی ہے؛ تو یہ عجز کو لو (اگر) کی جانب ڈال دیتی ہے، تو یہاں اس لو کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ یہ ملامت اور جزع فزع، اور ناراضگی اور افسوس و غم کی چابی ہے، اور یہ سب کچھ شیطانی عمل ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چابی اس عمل کو کھولنے سے منع فرمایا ہے.

اور اسے دوسری حالت کا حکم دیا ہے : جو کہ تقدیر کی جانب دیکھنے اور اس کو مد نظر رکھنا ہے، کہ اگر وہ کام اس کے مقدر میں ہوتا تو کبھی بھی نہ رہتا، اور نہ ہی اس پر کوئی دوسرا غالب آتا؛ .... تو اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اگر تجھ پر معاملہ غالب آجائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کر لیتا تو ایسے ہو جاتا، لیکن کہو کہ اللہ نے جو چاہا اور جو مقدر میں کیا کر دیا"

تو دونوں حالتوں میں اس کی راہنمائی فائدہ مند چیز کی طرف کی مطلوبہ چیز کے حصول کی حالت میں، اور عدم حصول کی حالت میں، تو اسی لیے یہ حدیث ایسی ہے کہ انسان کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا"

دیکھیں : شفاء العلیل (37-38).

تو اس سوچ سے ہر گھاٹی اور ہر ناکامی کو طے کیا جا سکتا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور نہ ہی اس کی خواہش کی کوئی حد ہے، اور نہ اس کی ہمت کی عزیمت کی کوئی انتہاء ہے.

بلکہ وہ جانتا ہے کہ ناکامی تو عمل کی دلیل ہے، اس لیے کہ جو شخص عمل کرتا ہے، بعض اوقات وہی ناکام ہو سکتا ہے، لیکن بیٹھ رہنے والا، کاہلی و سستی کرنے نہ تو کامیابی حاصل کر سکتا ہے، اور نہ ہی ناکامی، اور عمل کا پھل اور نتیجہ تو کسی نہ کسی دن کامیابی کی صورت میں ضرور نکلے گا، چاہے کچھ دیر بعد ہی ہو، تو وہ اسی لیے ناکامی سے کامیابی کی طرف قدم اٹھاتا ہے، اور وہ اس پر متنبہ ہوتا ہے کہ خلل اور نقص کہاں پیدا ہوا ہے، اور وہ اس کی اصلاح اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے.

تو وہ پہلے سے بھی زیادہ قوی اور سخت ہو کر پلٹتا ہے، حتی کہ جس کامیابی کی کوشش کر رہا تھا وہ اسے پا لیتا ہے، اور جو توبہ کا دروازہ اللہ تعالی نے غلطی کرنے والوں، اور ناکامی کا منہ دیکھنے والوں کے لیے کھول رکھا ہے، وہ تو ایک ایسا سبب اور زینہ ہے جو ناکامی کے مراحل کو ختم کر کے اور ان سے تجاوز کر کے نجات و کامیابی کے زینے کی طرف جاتا ہے، خاص کر جب کوتاہی کرنے والا شخص اپنے تجربہ سے مستفید ہو.

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا یہ کہنا ہے :

"ذلت وانکساری پیدا کرنے والی معصیت عجب و تکبر پیدا کرنے والی اطاعت و فرمانبرداری سے بہتر ہے"

اور آخر میں یہ ہے کہ کامیابی کی طرف لے جانے، اور ناکامی سے تجاوز کرنے والے ان سب اسباب و دوافع کے ساتھ بیٹھ رہنے والے یا سستی کاہلی کرنے والے، یا اعمال ضائع کرنے والے کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہتا کیونکہ راہ بہت آسان ہے، اور آپ سے بہت ہی قلیل سے عزم و پختگی اور ارادہ و حکمت کا مطالبہ ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی، صرف وہ شخص نہیں داخل ہو گا جو جنت میں جانے سے انکار کر دے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7280).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (22704) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.